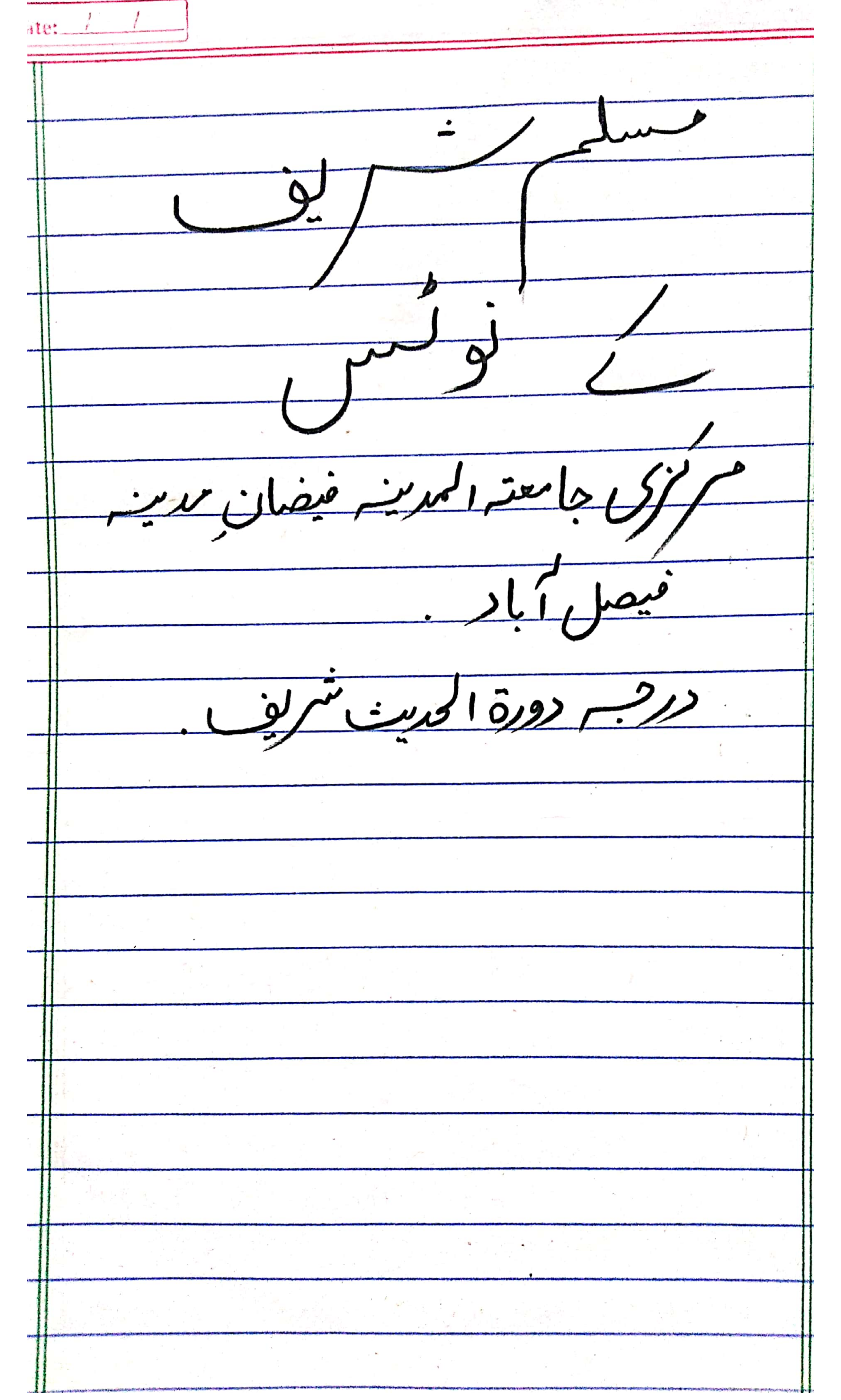


مسلم شریف

کے نوٹس

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ

فیصل آباد.

درجہ دورۃ الحدیث شریف.

Scanned by CamScanner

Date: / /

کتاب البیوع۔

بیع کا لغوی معنی۔ ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز دینا اور اس کا اطلاق خریدنے اور بیچنے دونوں پر ہوتا ہے۔
(شرح صحیح مسلم کتاب البیوع صفحہ 92) (سعیدی)

بیع کا شرعی معنی۔

مبادلۃ المال بالمال بالتراضی۔
ترجمہ۔ باہمی رضامندی سے مال کے بدلے مال دینے کو بیع کہتے ہیں۔

{باب ابطال بیع الملامسۃ والمنابذۃ}

الملامسہ۔

اس کی تاویل میں تین وجوہات ہیں۔

اول

کوئی شخص اندھیرے میں کپڑا لائے یا لپٹا ہوا کپڑا لائے اور خریدار سے کہے کہ تم کو یہ کپڑا اس شرط پر بیچتا ہوں کہ جب تم اس کو ہاتھ لگاؤ گے تمہارا اس کو چھونا دیکھنے کے قائم مقام ہو جائے گا بعد میں واپس کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ توجیہ امام شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔

ثانی

صرف چھونے سے بیع لازم ہو جائے۔
بائع مشتری سے کہے جب تم نے اس کو چھو لیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

ثالث۔

بائع کا کہنا کہ جب تم نے اس کو چھو لیا تو

تمہارا اختیار باطل ہو جائے گا

حکم۔
یہ بیع باطل ہے۔

منابزہ

اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔

اول
کسی چیز کو پھینک دینے سے بیع لازم ہو جائے

ثانی:
ایک کا دوسرے سے کہنا میں چیز پھینکتا ہوں جب
میں پھینکوں گا تو تمہارا اختیار باطل ہو جائے گا

ثالث:
یا پھر اس سے مراد کنکری پھینکنا مراد ہیں۔

حکم: یہ بیع بھی باطل ہے اور ان دونوں
کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب خریدار
سودے کو نہیں دیکھے گا تو اس بیع میں دھوکا ہو گا
اور جھگڑے کا خطرہ ہے

امام اعظم کا ماں منابذہ اور ملامسہ

ملامسہ:
بائع کا قول کہ میں تم کو یہ چیز
اتنے روپے کا دے رہا ہوں جب تم اس کو

اس وقت دی جائے گی جب اس حاملہ
اونٹنی کے بچے سے جو بچہ پیدا ہو کر بچہ دے (قالہ ابن عمر)

ثانی۔

کسی چیز کی میعادی قیمت پر بیع کی جائے اور
کہا جائے کہ قیمت اس وقت دی جائے گی جب یہ حاملہ
اونٹنی اپنا حمل وضع کر لے۔ (امام مالک۔ امام شافعی)

(الثالث)

کسی چیز کی میعادی قیمت پر بیع ہو
اور قیمت اس وقت دی جائے جب اونٹنی
کی بچی بڑا ہونے کے بعد ہو جائے لیکن وضع حمل کی شرط نہ ہو

الرابع۔

حاملہ اونٹنی کے پیٹ کے بچے یا پیٹ
کے بچے کے بچے کی بیع کی جائے (امام احمد۔ امام ترمذی سے منقول)
نوٹ = یہ بیع باطل ہے مدت کے مجہول ہونے کی وجہ سے
ہے

باب = تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ وسومہ والنجش و
تحریم التصریۃ۔

بیع پر بیع کرنا۔

کسی شخص نے مدت خیار میں کوئی چیز
خریدی اسے یہ کہنا یعنی کوئی اسے یہ کہے کہ اس بیع
کو فسخ کر دو۔ میں تم کو یہ چیز اس سے کم
قیمت پر فروخت کر دوں گا یہ حرام ہے
یا مشتری بائع سے کہے میں تم کو اس چیز کی
اس شخص سے زیادہ قیمت دوں گا (یہ بھی حرام ہے

السوم علی سوم اخیہ: (نرخ پر نرخ لگانا)

خریدار اور بائع دونوں کسی چیز کی بیع پر راغب ہوں اور راضی ہوں لیکن ابھی عقد بیع نہ ہوا اور ایک شخص بائع سے کہے میں زیادہ قیمت دوں گا قیمت طے ہو جانے کے بعد یہ بھی حرام ہے۔

حکم:

تمام علماء کا اتفاق ہے یہ دونوں بیوع ممنوع ہیں۔ لیکن اگر کسی نے ایسا کر دیا تو وہ گنہگار ہو گا لیکن امام شافعی اور امام اعظم کے ہاں بیع منعقد ہو جائے گی

بیع نجش:

لغوی معنی: جوش دلانا۔

اصطلاحی:

ایک آدمی مبیع کی قیمت میں زیادتی کرے اور اس سے اس کا مقصد اس کو خریدنا نہ ہو بلکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر پھنسانا ہو۔ وہ اس کی قیمت بڑھائے اور خریدنے پر ابھارے۔

حکم:

یہ بالاجماع حرام ہے یعنی یہ فعل حرام ہے البتہ اگر دوسرے شخص نے اس کو خرید لیا تو بیع صحیح ہے اور اس کا گناہ نجش کرنے والے پر ہو گا۔

(باب تحریم تلقی الجلب)

معنی:

تلقی کا معنی ہے ملاقات کرنا۔
جلب کا معنی ہے کسی چیز کو ہانک کر لانا

تلقی جلب کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شہر سے باہر نکل کر غلہ لانے والے سے شہر میں داخل ہونے سے پہلے اور نرخ معلوم ہونے (شہر کا نرخ) سے پہلے ان سے مال خرید لے

حکم: احناف کے ہاں اگر تلقی جلب سے شہر والوں کو ضرر ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔
امام شافعی کے ہاں حرام ہے۔

شہری کی دیہاتی سے بیع

امام شافعی کے ہاں

قال نووی علیہ الرحمۃ
شہری کی دیہاتی سے بیع حرام ہے۔
اس کی صورت یہ ہے کہ دیہاتی اس وقت کے نرخ پر سودا فروخت کرنے کیلئے شہر میں آئے اور کوئی شہری اس سے کہے اپنا سامان میرے پاس رکھو تاکہ میں تمہارے سامان کو موجودہ نرخ سے زیادہ پر بیچ دوں۔
امام احمد علیہ الرحمۃ کے ہاں یہ باطل ہے۔

احناف کا موقف:

شہری کی دیہاتی سے بیع اس وقت منع ہے جب شہر میں قحط ہو یا اس چیز کی ضرورت ہو
اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شہری دیہاتی سے مہنگے داموں بیچنے کی طمع میں کوئی چیز خریدے۔
اگر اہل شہر کو ضرر نہ ہو تو پھر جائز ہے

Date: / /

(بیع المصراۃ)

لغوی معنی: جمع کا کرنا

اونٹنی یا بکری یا کسی بھی دودھ دینے والے جانور کے تھنوں کو باندھ دیا جائے اور دو تین دن ان کا دودھ نہ دھویا جائے حتیٰ ان کا دودھ جمع ہو جائے اور اس وجہ سے خریدار یہ گمان کرے کہ یہ عادۃً اتنا دودھ دیتی ہے اور اس کی قیمت زیادہ لگائی جائے۔

حکم:

یہ فعل حرام ہے کیونکہ اس میں خریدار کو دھوکہ دیا جاتا ہے اور بیع صحیح ہے۔

امام شافعی امام مالک۔ امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ

یہ سب فرماتے ہیں جب وہ جانور کو واپس کرے گا تو ساتھ میں ایک صاع کھجوروں کا بھی دے گا

احناف:

علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا موقف یہ ہے کہ خریدار مصراۃ کو واپس نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ تصریہ عیب نہیں ہے۔ لیکن خریدار بائع سے جتنا نقصان ہے اتنے پیسے واپس لے سکتا ہے۔

فقہاء احناف کے دلائل:

فقہاء احناف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہیں کیا جس حدیث میں تصریہ کا بیان ہے کیونکہ ① یہ حدیث مضطرب ہے، لائق استدلال نہیں ② یہ قرآن و حدیث اجماع اور قیاس کے مخالف ہے۔ ③ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کا جواز اس وقت تک تھا جب تک سود کی حرمت

Date: / /

کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد کھجوریں دینے والا عمل منسوخ ہو گیا:

باب بطلان بیع المبیع قبل القبض۔

امام شافعی علیہ الرحمہ

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
کہ مبیع پر قبضہ سے پہلے اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ خواہ مبیع منقولی چیز ہو یا غیر منقول۔

امام مالک علیہ الرحمہ

جب تک بیع پر قبضہ نہ کرلے اس کی بیع جائز نہیں۔
~~یہ مذہب مطلقاً ہے~~ یہ بالخصوص طعام میں ممنوع ہے

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ

یہ بیع جائز نہیں ہے مطلقاً۔

احناف

کسی چیز کو خریدا تو قبضہ کرنے سے پہلے اس کی بیع جائز نہیں ہے یہ منقول چیزوں میں ممنوع جبکہ غیر منقول چیز میں امام ابو یوسف اور امام اعظم کے ہاں بیع جائز ہے جیسے زمین امام محمد کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے

امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہما کی دلیل یہ ہے کہ منقولی چیز میں خطرہ ہوتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو جائے

جبکہ زمین کی بیع تمام ارکان اور شرائط پائے گئے ہیں۔
اس میں عذر نہیں ہے۔ کیونکہ زمین کا ہلاک ہونا شاذ ہے۔

فقہاء احناف کی دلیل

اس بات پر اجماع ہے کہ عورت اپنے مہر پر قبضہ سے پہلے اور شوہر بدل خلع سے پہلے ان کی بیع کر سکتے ہیں تو لہذا حدیث کا عموم سے ان چیزوں کی تخصیص ہو گئی۔

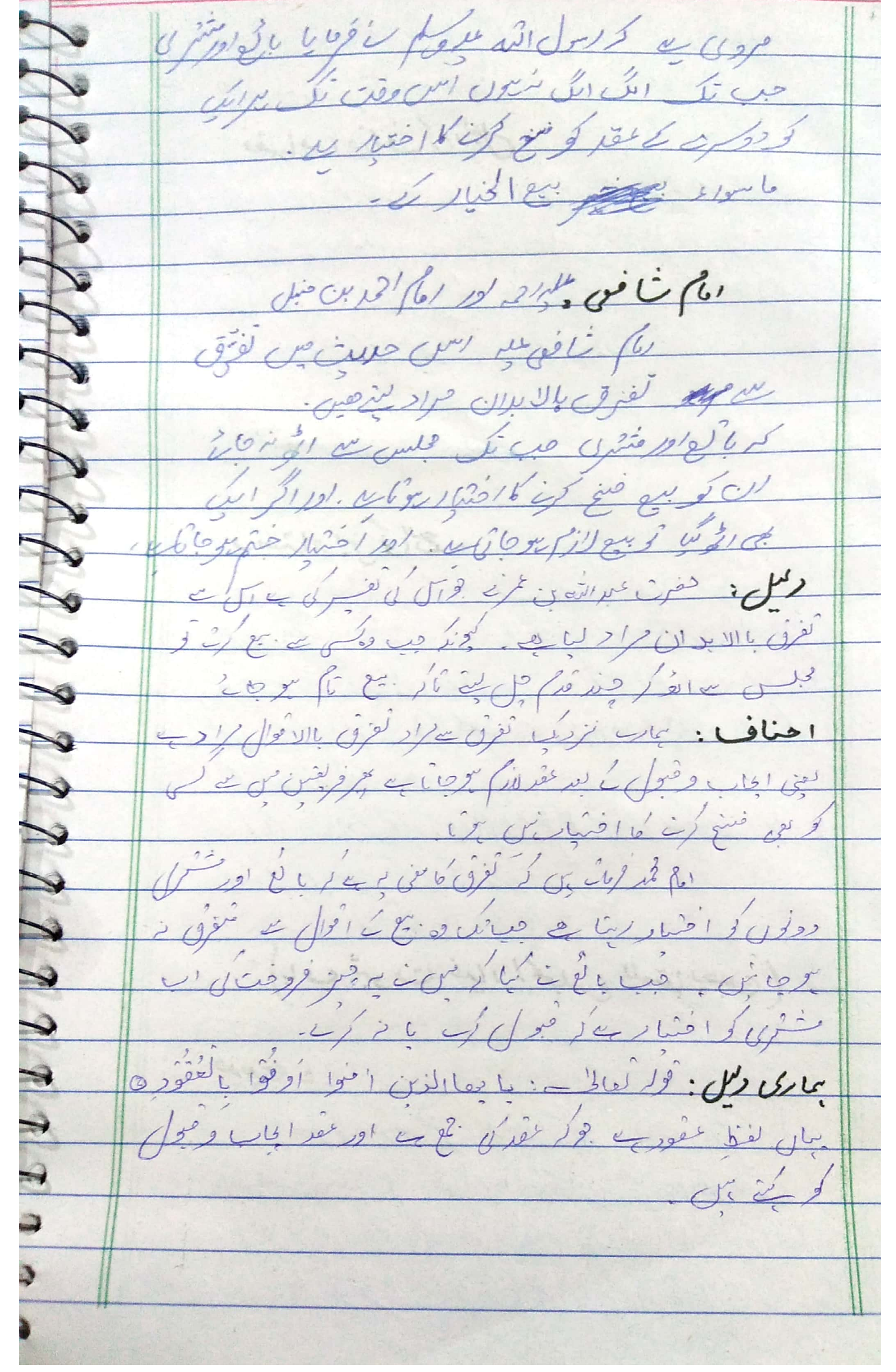
دستاویز کی بیع:

دستاویز کی صورت یہ ہے کہ زید عمرو سے کچھ مال خریدے اور قیمت کی بجائے اسے ایک دستاویز فراہم کرے کہ میں نے اتنے مال کے عوض تم کو اتنی رقم ادا کرنی ہے عمرو اس رقم پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ دستاویز مثلاً بکر کو فروخت کر دے۔
امام شافعی اور امام اعظم کا موقف یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔

(باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین)

حدیث:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان کل واحد منہما بالخیار علی صاحبہ مالم یتفرقا الا بیع الخیار
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے



مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری
جب تک الگ الگ نہ ہوں اس وقت تک ہر ایک
کو دوسرے کے عقد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔
ماسوائے بیع الخیار کے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل

امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث میں تفرق
سے مراد تفرق بالابدان مراد لیتے ہیں
کہ بائع اور مشتری جب تک مجلس سے اٹھ نہ جائیں
ان کو بیع فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اور اگر ایک
بھی اٹھ گیا تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ اور اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جو اس کی تفسیر کی ہے اس سے
تفرق بالابدان مراد لیا ہے۔ کیونکہ جب وہ کسی سے بیع کرتے تو
مجلس سے اٹھ کر چند قدم چل لیتے تاکہ بیع تام ہو جائے۔

احناف: ہمارے نزدیک تفرق سے مراد تفرق بالاقوال مراد ہے
یعنی ایجاب و قبول کے بعد عقد لازم ہو جاتا ہے پھر فریقین میں سے کسی
کو بھی فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔
امام محمد فرماتے ہیں کہ تفرق کا معنی یہ ہے کہ بائع اور مشتری
دونوں کو اختیار رہتا ہے جب تک وہ بیع کے اقوال سے متفرق نہ
ہو جائیں۔ جب بائع نے کہا کہ میں نے یہ چیز فروخت کی اب
مشتری کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے۔

ہماری دلیل: قولہ تعالیٰ: یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود ۝
یہاں لفظ عقود ہے جو کہ عقد کی جمع ہے اور عقد ایجاب و قبول
کو کہتے ہیں۔

Date: / /

باب النھی عن بیع الثمار قبل بدوّ صلاحھا۔

ظہورِ صلاحیت:

امام شافعی: ظہورِ صلاحیت کا معنی یہ ہے کہ پھل پک جائیں اور اس میں مٹھاس آجائے

امام اعظم: اس سے مراد یہ کہ وہ قدرتی آفات سے محفوظ ہو جائیں۔

پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع کے عدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں اسی طرح پھلوں کے ظاہر ہونے کے بعد انکی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اگر یہ شرط لگائی جائے کہ پھلوں کو درخت کے اوپر رہنے دیا جائے توڑا نہ جائے تو پھر بیع کے عدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں اور پھلوں کو توڑنے کی شرط کے ساتھ انکی بیع بھی جائز ہے اسمیں بھی کسی کا اختلاف نہیں۔

اسی طرح اسمیں بھی اتفاق ہے کہ صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد پھلوں کی بیع جائز ہے۔

لیکن ظہور صلاحیت سے پہلے بیع کے جواز میں اختلاف ہے

اہم مسئلہ: ائمہ ثلاثہ: پھلوں کی ظہور صلاحیت سے پہلے بیع مطلقاً "ناجائز" ہے

دلیل: نبی علیہ السلام نے ظہور صلاحیت سے پہلے بیع سے منع فرمایا۔

احناف: ظہور صلاحیت سے پہلے درختوں پر پھلوں کی بیع کرنا مطلقاً جائز ہے۔

دلیل: عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پیوند لگے کھجور کے درخت کو بیچا تو اس درخت کے پھل بائع کے ہیں۔ مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط لگائے۔

وجہِ استدلال:

وہ یہ ہے کہ پیوندکاری ظہور صلاحیت سے پہلے کی جاتی ہے اور نبی علیہ السلام نے پیوندکاری کے متصل کے بعد بیع کی اجازت دی ہے اس صورت میں بیع کی یہ اجازت ظہورِ صلاحیت سے پہلے ہو گی۔

باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی عرایا:

العرایا: لغوی معنی، عرایا، عریۃ کی جمع ہے جس کا معنی خالی ہونا ہے۔

اصطلاحاً: قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں، اس کی اصل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے باغ سے کسی کو کھجوریں ھبہ کرتا ہے پھر ھبہ کیے جانے والا شخص کا باغ میں باربار آنا اس پر گراں گزرتا ہے تو مالک اس درخت کی کھجوروں کا اندازہ کر کے اس سے شواروں کے بدلے میں کھجوریں کٹائی کے وقت خرید لے۔

امام مالک و احمد: عرایا، ھدیہ اور ھبہ کی قسم۔ اس پر بیع کا اطلاق محض صورتاً ہے اور یہ صرف 5 وسق سے کم میں ہو سکتی ہے۔

امام شافعی: یہ حقیقتاً بیع ہے صرف 5 وسق یا اس سے کم میں جائز ہے۔

امام اعظم: اس کی بیع جائز نہیں، اور یہ ھبہ کی شکل میں جائز ہے اس پر بیع کا اطلاق محض صورتاً ہے۔

تازہ کھجوروں کی شواروں کے عوض بیع:

ائمہ ثلاثہ: یہ بیع ناجائز ہے۔

دلیل: حضور علیہ السلام نے فرمایا: ~~لا تبیعا~~ کہ تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے میں نہ بیچو۔ (راوی ابوہریرہ)

امام اعظم: تازہ کھجوروں کی شواروں کے عوض بیع جائز ہے۔ جبکہ یہ برابر اور نقد ہو۔

دلیل: کیونکہ تازہ کھجور بھی شوارہ ہے اور شوارے کی شوارے کے بدلے جائز ہے، آقا کریم نے فرمایا! تمر کی تمر کے بدلے بیع جائز جبکہ وہ برابر برابر ہو۔

نوٹ: علامہ سرخسی نے لکھا کہ اہلِ بغداد امام اعظم کے شدید مخالف

Date: / /

تھی۔ جب آپ بغداد گئے تو انہوں نے آپ سے اس مسئلہ میں گفتگو کی
تو آپ نے فرمایا: تازہ کھجوریں یا تو شوارب ہیں یا نہیں، اگر
شوارب ہیں تو ان کی نقد بیع برابر، برابر ازروئے ((التمر بالتمر
مثلاً بمثل)) جائز ہے، اور اگر تازہ کھجوریں شواروں کی جنس
سے نہیں ہے تب بھی ان کی ایک دوسرے کے بدلے بیع جائز ہے کیونکہ
حدیث میں ہے کہ اذا اختلف نوعان فبیعوا کیف شئتم۔

باب: النھی عن بیع المحاقلة والمزابنة والمخابرة :

(1)

مزابنہ = تازہ پھلوں کی اسی جنس کے خشک پھلوں کے عوض پیمانوں سے بیع کرنا۔ (ناجائز)

محاقلہ = کھیت کی فصل کی اسی جنس کے خشک اناج کے عوض پیمانوں سے بیع کرنا۔ (ناجائز)

مخابرہ = زمین کو بٹائی پر دینا بایں طور کہ ایک شخص کی زمین ہو اور دوسرا شخص کھیتی باڑی کرے اور پیداوار پہلے سے طے شدہ حصے کے مطابق لی جائے اس کو مزارعت بھی کہتے ہیں (اختلاف ہے)

معاومہ = درختوں کے پھلوں کو چند سالوں کیلئے فروخت کرنا۔ (باطل)

زمین پر کاشت کاری کی صورتیں ہیں

اول = مالک زمین مزارع سے یہ کہے کہ تم کو مزارعت کیلئے زمین اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم اس کی پیداوار میں سے مثلاً سو کلوگرام پیداوار مجھے بطور معاوضہ دو گے (باطل) بالاجماع ہے

کیل معلوم یا وزن معلوم کی شرط لگا دے

(2) مالک زمین کہے میں تم کو اس شرط پر زمین مزارعت کیلئے دیتا ہوں کہ تم اس کے فلاں حصہ کی پیداوار مجھے دو گے اور اس زمین کے فلاں حصہ کی پیداوار خود رکھو گے (یہ بھی بالاجماع باطل ہے)

(3) مالک زمین مزارع کو زمین کرایہ پر دے اور کرایہ میں سونا چاندی یا کرنسی نقد - دوسری چیزوں کی ایک معین مقدار طے کرے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے / کرایہ پر دینے کا اتفاق ہے)

Date: / /

(4) مالکِ زمین مزارع کو زمین بٹائی پر دے یوں جو غلہ پیدا ہو اس پر طے کرے کہ مزارعت کے عوض اس زمین کی پیداوار کا نصف یا تہائی بطور معاوضہ دیا جائے گا اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے

زمین کو کرایہ پر دینے میں مذاہبِ فقہاء۔

(1) امام ربیعہ کی رائے یہ ہے کہ زمین کو صرف سونا چاندی کے بدلے کرائے پر دیا جائے گا

(2) امام مالک کے ہاں طعام کے علاوہ سونے چاندی اور دوسری چیزوں کے عوض زمین کو کرائے پر دیا جائے گا

(3) امام ابو یوسف۔ امام اعظم۔ امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کے نزدیک زمین کو سونے چاندی، کرنسی، کپڑوں اور دوسری چیزوں کے عوض کرائے پر دیا جا سکتا ہے۔
البتہ زمین کو کرائے پر دینا ائمہ اربعہ کے ہاں جائز ہے۔

الشیخ ابن حزم۔

وہ فرماتے ہیں کسی چیز کے بدلے میں بھی زمین کو کرائے پر دینا جائز نہیں ہے۔

استدلال۔ حضرت جابر کی حدیث ہے جس کے پاس زمین ہو اسے وہ خود کاشت کرے یا کسی کو ہبہ کر دے ورنہ اپنے پاس روک رکھے۔

(1) رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا۔

زمین کو کرائے پر دینے کے دلائل۔

ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء نے زمین کو کرائے پر دینے کے جواز میں مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے
(آگے)

(1) حنظلہ بن قیس کہتے ہیں۔ میں نے رافع بن خدیج سے زمین کو درہم اور دینار کے عوض کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا درہم اور دینار کے عوض میں کوئی حرج نہیں۔

(2) عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں ہم عبداللہ بن معقل کے پاس گئے اور ان سے مزارعت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا ثابت یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے مزارعت سے منع فرمایا اور زمین کو اجرت پر دینے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(3) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہم رسول اللہ کے زمانے میں زمین کو کرائے پر دیتے تھے۔

مخابرہ (زمین کو بٹائی پر دینا) میں فقہاء کے مذاہب۔

کاشتکاری کی چوتھی صورت مخابرہ ہے یعنی مالک زمین کا کاشتکار کے ساتھ یہ معاہدہ کرے کہ اس زمین سے جو پیداوار ہوگی اس کا مثلاً ثلث یا ربع میں لوں گا اور باقی پیداوار تمہاری۔

اس میں علماء کے اقوال۔

(1) مخابرہ (مزارعت) مطلقاً جائز ہے۔ یہ امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے۔

(2) مخابرہ مطلقاً ناجائز ہے۔ (یہ امام اعظم اور امام زفر کا قول ہے۔

(3) مزارعت چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے ان میں بنیادی شرط یہ ہے کہ مزارعت باغات کے ضمن میں ہو یعنی بایں طور پر کہ درختوں کے درمیان خالی زمین ہو اور ان میں کاشتکاری کی جائے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔

مزارعت مساقات کے ضمن میں جائز ہے بشرطیکہ وہ خالی زمین جس میں کاشتکاری ہو وہ درختوں پر مشتمل جگہ کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

خلاصہ: پیداوار کے حصے کے عوض زمین کو دینا۔ امام اعظم، امام شافعی اور امام مالک کے ہاں ناجائز ہے۔ البتہ امام شافعی اور امام مالک بعض شرائط کے ساتھ مساقات کے ضمن میں مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں اور صاحبین مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔

زمین کو بٹائی پر دینے کے عدم جواز میں ائمہ اربعہ ثلاثہ کے دلائل
امام اعظم۔ امام شافعی۔ امام مالک

① عبداللہ بن سائب کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن معقل سے مزارعت کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا ہمیں ثابت بن ضحاک نے یہ حدیث سنائی کہ حضور علیہ السلام نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت جابر بن عبداللہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت ابوھریرہ اور دیگر صحابہ سے بھی مروی ہیں۔

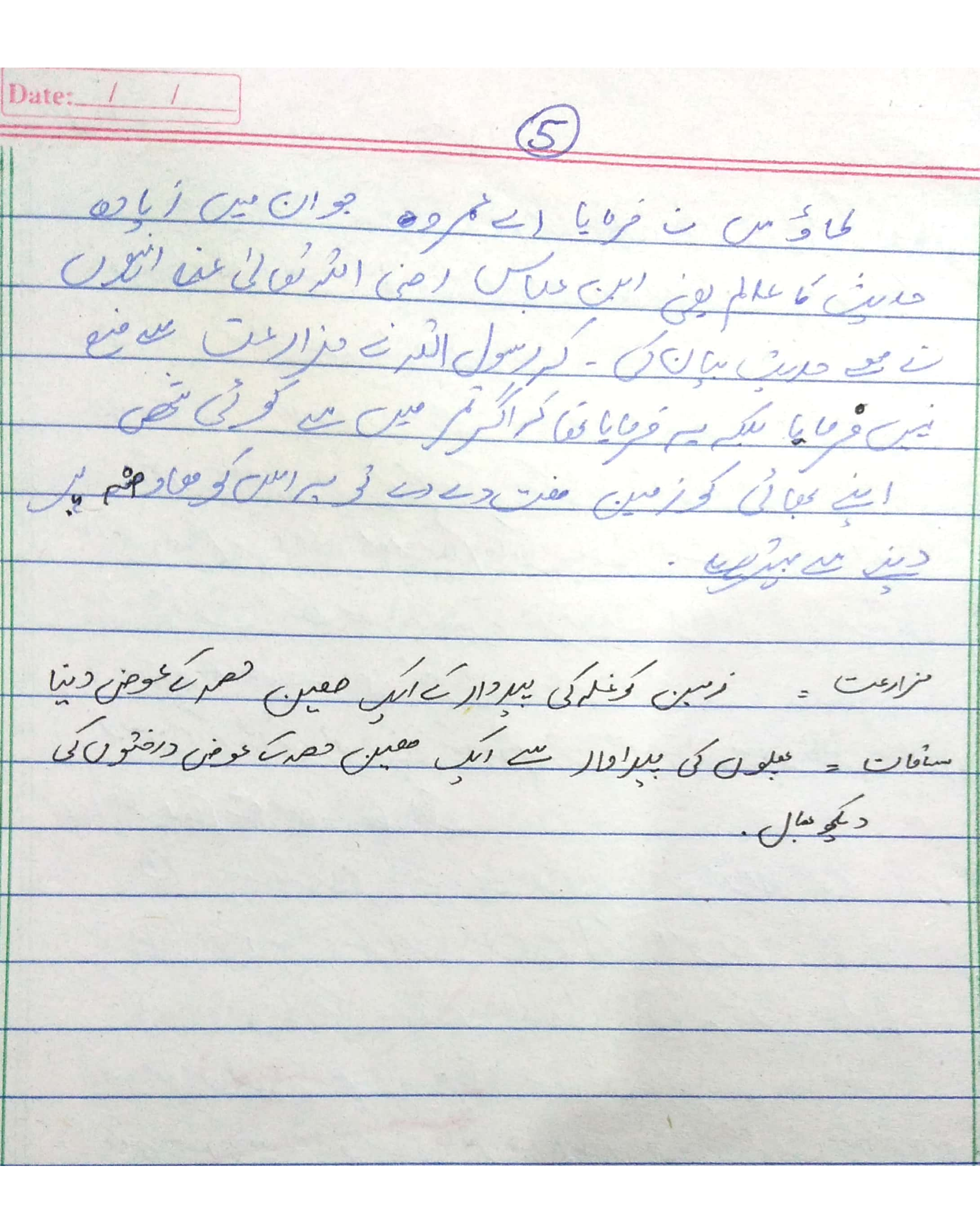
مزارعت کے جواز پر دلائل

فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

① امام بخاری لکھتے ہیں ابو جعفر نے کہا تمام اہل مدینہ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت کرتے ہیں

② حضرت علی، حضرت سعد، حضرت ابن مسعود۔ عمر بن عبدالعزیز نے مزارعت کی ہیں۔

③ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے اہل خیبر سے کھیتوں اور باغات کے نصف پر عمل کرایا۔ ابو جعفر کا یہی اسی طرح کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوبکر اور پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔



طاؤس نے فرمایا اے عمرو جوان میں زیادہ
حدیث کا عالم یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں
نے مجھے حدیث بیان کی - کہ رسول اللہ نے مزارعت سے منع
نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص
اپنے بھائی کو زمین مفت دے دے تو یہ اس کو معاوضہ پر
دینے سے بہتر ہے۔

مزارعت = زمین کو غلہ کی پیداوار کے ایک معین حصہ کے عوض دینا

مساقات = پھلوں کی پیداوار سے ایک معین حصہ کے عوض درختوں کی
دیکھ بھال۔

باب من باع نخلاً وعلیھا ثمرۃ :

حدیث 3901

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع نخلاً قد ابرت

فثمرھا للبائع الا ان یشترط المبتاع .

ترجمہ ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پورا درخت

خرید لیا درحال یہ کہ اس میں پیوند لگایا گیا ہو تو

اس درخت کے پھل بائع کے ہیں مگر یہ کہ مشتری شرط

لگا دے ۔

امام شافعی علیہ الرحمہ : اور امام مالک علیہ

وہ فرماتے ہیں پیوند لگانے سے پہلے وہ درخت

اگر فروخت کرے تو پھر وہ پھل مشتری کے ہیں اور اگر

پیوند لگانے کے بعد فروخت کرے تو پھل بائع کے ہیں مگر جب مشتری شرط لگا دے

امام شافعی مفہوم مخالف کا قائل ہیں ۔

احناف :

ہمارے یہاں پیوند لگانے سے پہلے بھی

اور پیوند لگانے کے بعد بھی وہ پھل بائع کے ہیں

مگر یہ کہ جب مشتری شرط لگا دے ہم مفہوم مخالف کے قائل نہیں

حدیث = عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ یقول (اس حدیث کا ترجمہ فرمایا)

من ابتاع عبدا فمالہ للذی باعہ الا ان یشترط المبتاع

جس نے غلام خریدا اس کا مال مالک کیلئے ہے مگر جب مشتری شرط لگا دے (تو پھر اس مشتری کیلئے ہے)۔

امام مالک علیہ الرحمہ:

امام مالک کا موقف اس حدیث کے ظاہر کے مطابق ہے وہ فرماتے ہیں کہ غلام مال کا مالک ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں مال کی اضافت غلام کی طرف کی گئی ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول جدید:

غلام کسی شے کا مالک نہیں ہوتا از روئے حدیث العبد لا یملک الا الطلاق = جبکہ اس حدیث مال کی اضافت غلام کی طرف یہ اضافت تملیک کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اضافت اختصاص کیلئے ہے اور مجازی طور پر اضافت ہے۔

باب: فضل الغرس والزرع:

بغیر نیت کے نیک کاموں پر ثواب ہو سکتا ہے؟

اس باب کی احادیث میں یہ ہے کہ مسلمان کوئی درخت لگائے تو جاندار بھی اس کا پھل کھائے گا وہ درخت لگانے والے کا صدقہ ہوگا۔ اس پر ~~اشکال~~ سوال ہوتا ہے کہ ثواب کا مدار تو نیت پر ہے جب درخت لگانے والے نے اس اس صدقہ کی نیت نہیں کی تو اس کا اجر اسکو کیسے ملے گا؟ بعض علماء نے یہ فرمایا کہ اعمال اختیاریہ کے ثواب کا مدار نیت پر ہے۔ اور اگر کوئی فعل دوسرے کا اتفاقاً سبب بن جائے جسمیں اسکے قصد اور ارادے کا دخل نہ ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے تو اس پر بغیر نیت کے بھی اجر مل جاتا ہے

Date: / /

باب وضع الجوائح:

فروخت شدہ پھلوں کو نقصان لاحق ہونے پر اس کا تاوان؟

امام اعظم، امام شافعی: صحیح قول یہ ہے کہ یہ نقصان خریدار پر پڑے گا۔

دلیل: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ کے عہد میں ایک شخص نے پھل خریدے وہ قدرتی آفت سے تلف ہو گئے اس شخص پر قرض زیادہ ہو گیا، آقا کریم نے فرمایا اس پر صدقہ کرو، لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن یہ رقم بھی قرض کے برابر نہ ہو سکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے فرمایا جو کچھ تم کو ملا ہے اس کو لے لو اس کے تمہارے لیے کچھ جائز نہیں

وجہ استدلال: اگر نقصان کا قیمت سے کم کرنا واجب ہوتا تو لوگوں سے اس پر صدقہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، اس سے پتہ چلا کہ نقصان کو قیمت سے پورا کرنا واجب نہیں، آپ علیہ السلام نے جو نقصان پورا کرنے کا فرمایا یہ بطور استحباب ہے۔

باب من أدرك ما باعه عند المشتري قد أفلس فله الرجوع:

اگر خریدار دیوالیہ ہو جائے اس کے پاس خریدی ہوئی چیز ہو تو بائع لے سکتا ہے

مفلس: لغوی معنی: اس کا مادہ افلاس ہے یعنی یہ افلاس سے بنا ہے اور معنی یہ ہے کہ جیسے پاس پیسے نہ ہوں / یا ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونا۔

اصطلاحاً: جس شخص پر قرض اس قدر زیادہ ہو جائے کہ اس کے مال سے ادا نہ کیا جا سکے

شرعی حکم:

امام اعظم: جب کسی شخص پر بہت سارے قرض واجب ہوں اور قرض خواہ اس پر قید کرنے یا اس کے تصرفات پر پابندی کرنے کا مطالبہ کریں تو اس پر پابندی نہیں لگائی جائیگی اور اگر اس کے پاس مال ہو تو قاضی تصرف نہیں کرے گا۔ البتہ حاکم اس شخص کو

حاکم

Date: / /

اس وقت تک قید میں رکھے جب تک یہ مال کو قرض کی ادائیگی میں فروخت نہیں کرتا۔

امام ابو یوسف و امام محمد: قرض خواہ اگر اس کی پابندی کا مطالبہ کریں تو قاضی پابندی لگا دے گا اور اس کو خرید و فروخت اور دیگر تصرف سے منع کر دے۔ اگر اس کے پاس مال ہے اور وہ فروخت نہ کرے تو قاضی اس کے مال کو فروخت کر دے۔

الحدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا اس کے پاس کوئی شخص اپنی چیز بعینہ پائے تو دوسروں کے مقابلے میں وہ اپنی چیز کا زیادہ مستحق ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا موقف:

ان کا موقف ظاہر حدیث کے مطابق ہے۔

احناف کا موقف: اگر اس بیع میں خیارِ شرط ہے تو اسکو فسخ کر کے مال واپس لے سکتا ہے، اگر خیارِ شرط نہیں ہے تو یہ بھی باقی قرض خواہوں کے برابر ہو جائیگا اس چیز میں۔

دلیل: جب بائع نے اس چیز کو فروخت کر دیا تو اسکی ملکیت سے وہ چیز نکل گئی اب بائع کا حق اسکی قیمت پر ہے جو خریدار پر قرض ہے جب خریدار کو مفلس قرار دے دیا گیا تو جس طرح دیگر قرض خواہوں کو اپنے حصے کی رقم ملے گی اسی طرح اسکو بھی مل جائیگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بائع اپنی چیز کو بعینہ پالے تو وہ اور دیگر قرض خواہ اس میں برابر ہیں۔

باب: مقروض کو مہلت دینے اور تقاضے میں درگزر کرنا:

مقروض کو مہلت دینا واجب ہے۔ اس کے قرض کو معاف کر دینا مستحب ہے۔

Date: / /

باب: جنگلات کے فالتو پانی کو بیچنے اور جفتی کروانے کی ممانعت۔

الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کی جفتی کی بیع اور پانی اور کاشت کیلئے زمین کی بیع منع فرمایا۔

فالتو پانی کی بیع: علامہ نووی فرماتے ہیں فاضل پانی سے ممانعت کا صورت یہ ہے کہ کسی شخص کی ملکیت میں جنگل کا ایک کنواں ہو وہاں گھاس ہو اور اس کے علاوہ مویشیوں کو پانی پلانا ناممکن ہو تو ایسی صورت میں مویشیوں کو پانی پلانے سے منع کرنا حرام ہے، اس پر واجب ہے کہ بلا عوض پانی خرچ کرے۔

فالتو پانی کی بیع کی حرمت کی شرائط:

تو شرائط ہیں۔

(۱) اس کے علاوہ کوئی اور فالتو پانی نہ ہو۔

(۲) مویشیوں کو اس کی ضرورت ہو۔

(۳) پانی کے مالک کو اس کی ضرورت نہ ہو۔

احناف + شوافع:

فالتو پانی کو مویشیوں کیلئے پانی خرچ کرنا واجب ہے

کاشت کیلئے نہیں

"نر" کو جفتی کیلئے کرائے پر دینے کا حکم:

امام اعظم و شافعی: نر کو جفتی کیلئے کرائے پر طلب کرنا باطل اور حرام ہے مالک اسمیں کسی قسم کے عوض کا حقدار نہیں۔

احمد بن حنبل: کے نزدیک بھی ناجائز ہے۔

امام مالک: آپ نے مدت معلومہ کے عوض نر کو جفتی پر کرائے کیلئے دینا جائز ہے۔

باب: تحریم ثمن الکلب و مہر البغی:

الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کتے کی ثمن، زانیہ کے معاوضہ اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا۔

آئمہ ثلاثہ: کتے کی بیع ناجائز ہے

امام شافعی و احمد: ہر حال میں انکی قیمت باطل اور حرام ہے

امام مالک: کتے کی قیمت لینا مکروہ ہے

امام اعظم: اس کتے کی بیع کو جائز قرار دیا جس کا رکھنا مباح ہے یہ امام مالک کی ایک روایت بھی ہے

ہماری دلیل: جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: نهى عن ثمن الكلب والسنور (بلی) الا كلب صيد۔

کاہن: علامہ خطابی نے فرمایا کہ کاہن وہ ہے جو مطالعہ غائب کا دعوہ کرے اور لوگوں کو مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔ حدیث میں حلوان الکاہن کے الفاظ استعمال ہوئے، حلوان کا معنی میٹھا ہے اور کاہن کی اجرت کو میٹھی چیز کہا تو اس لئے مشابہت دی کہ وہ اس کو آسانی سے لے لیتا ہے اور اس کے مقابلے میں مشقت نہیں ہوتی // تمام علماء کا اجماع ہے کہ زانیہ کا معاوضہ حرام ہے اور کاہن کا مال کھانا بھی ناجائز ہے۔ //

پچھنے لگوانے کا حکم: جمہور کا موقف یہی ہے کہ جائز ہے، حضور علیہ السلام نے ابو طیبہ طیبہ کو پچھنے لگانے پر اجرت دی، احادیث میں جو اس سے منع کیا گیا ہے یہ تنزیہی پر محمول ہے۔ اس بات کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ مکارم الاخلاق میں سے نہیں یعنی مروت کا تقاضا ہے کہ وہ اجرت نہ لے بغیر اجرت کے فصد لگائے۔

باب: کتوں کے قتل کا حکم، پھر اس کے منسوخ ہونے کا بیان اور شکار اور کھیت، جانوروں کی حفاظت کیلئے کتے پالنے کا جواز:

قال بدرالدین عینی: کاٹنے والے کتے کو قتل کرنے پر اجماع ہو چکا ہے۔

امام مالک: جن کتوں کا حدیث میں سنا ہے ان کے سوا تمام کتوں کو قتل کرنا جائز ہے۔

جمہور: سیاہ کتے کے علاوہ تمام کتوں کو قتل کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا

حدیث: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ہمیں کتوں کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ایک عورت جنگل سے اپنے
دیہات

کتے کیا ہوا؟ تو ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ نے کتوں کے قتل سے منع فرما دیا۔ فرمایا کالے سیاہ کتے کو قتل کر دو جو دو نقطے والا ہو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

باب تحریم بیع الخمر:

امام اعظم خمر انگور کے کچے شیرے کا نام ہے جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے۔

دلیل، قولہ تعالیٰ: انی اعصر خمرا (یوسف 36)

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خمر نچوڑ رہا ہوں یعنی انگوروں کو نچوڑ رہا ہوں۔

آپ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے اس کا رکھنا، بیچنا، پینا خریدنا سب حرام قطعی ہے۔ بقیہ شرابوں کی حرمت ظنی ہے۔

باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام:

مردار کا گوشت حرام ہے یا تمام اجزاء:

امام مالک + امام احمد: مردار کے تمام اجزاء نجس ہیں۔

امام اعظم: جن اجزاء میں جان نہیں ہوتی وہ موت سے نجس نہیں ہوتے، جیسے ناخن، کھر، بال، سینگ، سینگ۔

دلیل (1): نبی کریم کے پاس ہاتھی دانت کی کنگھی تھی اور ہاتھی کا دانت اس کی ہڈی ہے جبکہ ہاتھی کا گوشت حرام ہے کیونکہ وہ مردار ہے پس ثابت ہوا کہ مردار کی ہڈی پاک ہوتی ہے۔

(2) ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردار کی مشک کو جب رنگ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں، اور اس کی اون، بال اور سینگوں کو جب پانی سے دھو لیا جائے تو کوئی حرج نہیں (شرح مسلم ج 4 ص 327)

Date: / /

باب الربٰو :

امام اعظم : اولاً اسکی تعریف و موقفات سے ہیں۔
ربا کا لغوی معنی زیادتی اور بڑھوتری ہے اور اسکی دو اقسام ہیں
ربا بالفضل : ایک ہی جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو۔
ربا النسیئہ : ادھار کی میعاد پر اصل رقم سے زیادہ یا اس پر نفع وصول کرنا۔

احناف : ہمارے نزدیک ربا کی علت جنس اور قدر ہے۔
امام شافعی امام احمد : ربا کی علت طعام و ثمنیت ہے۔
امام مالک : ربا کی علت قوت و ازدخار ہے۔

باب اخذ الحلال و ترک الشبہات :

شبہات سے مراد : اسکی چند تشریحات کی گئی ہیں
(1) امورِ اجتہادیہ ہیں یعنی جن کا حلال یا حرام ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو اور نہ ہی اجماع ہو۔
(2) امورِ مکروہہ۔
(3) امورِ مباحہ۔
(4) وہ امور جن کی حلت اور حرمت میں دلائل متعارض ہوں۔

عقل کا محل دل ہے یا دماغ :

اصحاب شافعیہ : جمہور متکلمین : عقل قلب میں ہے۔
دلیل : فتکون لھم قلوب یعقلون بھا (القرآن)
امام اعظم : عقل کا محل دماغ ہے۔
دلیل : اللہ تعالیٰ نے جس کام کی صلاحیت جس عضو میں رکھی ہے اس کا محل اسی عضو کو بنایا ہے، غور و فکر، سوچ و بچار کرنا دماغ سے ہوتا ہے اور اس سے دماغ تھک بھی جاتا ہے جبکہ دل کو تھکاوٹ نہیں ہوتی لہذا عقل کا محل دماغ ہے کیونکہ سوچا عقل سے جاتا ہے۔

Date: / /

عقل کی تعریف:

وہ قوت ہے جس سے حقائقِ اشیاء کا ادراک ہوتا ہے

بیع البعیر و استثناء الرکوب:

بیع میں شرط لگانا:

امام اعظم امام شافعی: بیع میں شرط لگانا جائز نہیں

امام احمد بن حنبل: شرط لگانا جائز ہے

امام مالک: شرط لگانا اس وقت جائز ہے جب سواری کی مسافت قریب آجائے

ہماری دلیل: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ف ان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن بیعٍ و شرطٍ البیع باطلٌ والشرط باطلٌ ء

متن کی حدیث کا جواب:

حضرت جابر کی حدیث کا جواب:
یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حقیقتاً بیع نہ فرمائی بلکہ ان کو ثمن سے نوازنے کیلئے ایسا ارادہ فرمایا۔ اور اس میں سواری کی شرط لگانا نفسِ عقد میں نہیں بلکہ حضرت جابر نے پہلے سواری کی اجازت لی تھی پھر بیع کی تھی، یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرعاً اجازت دی تھی۔

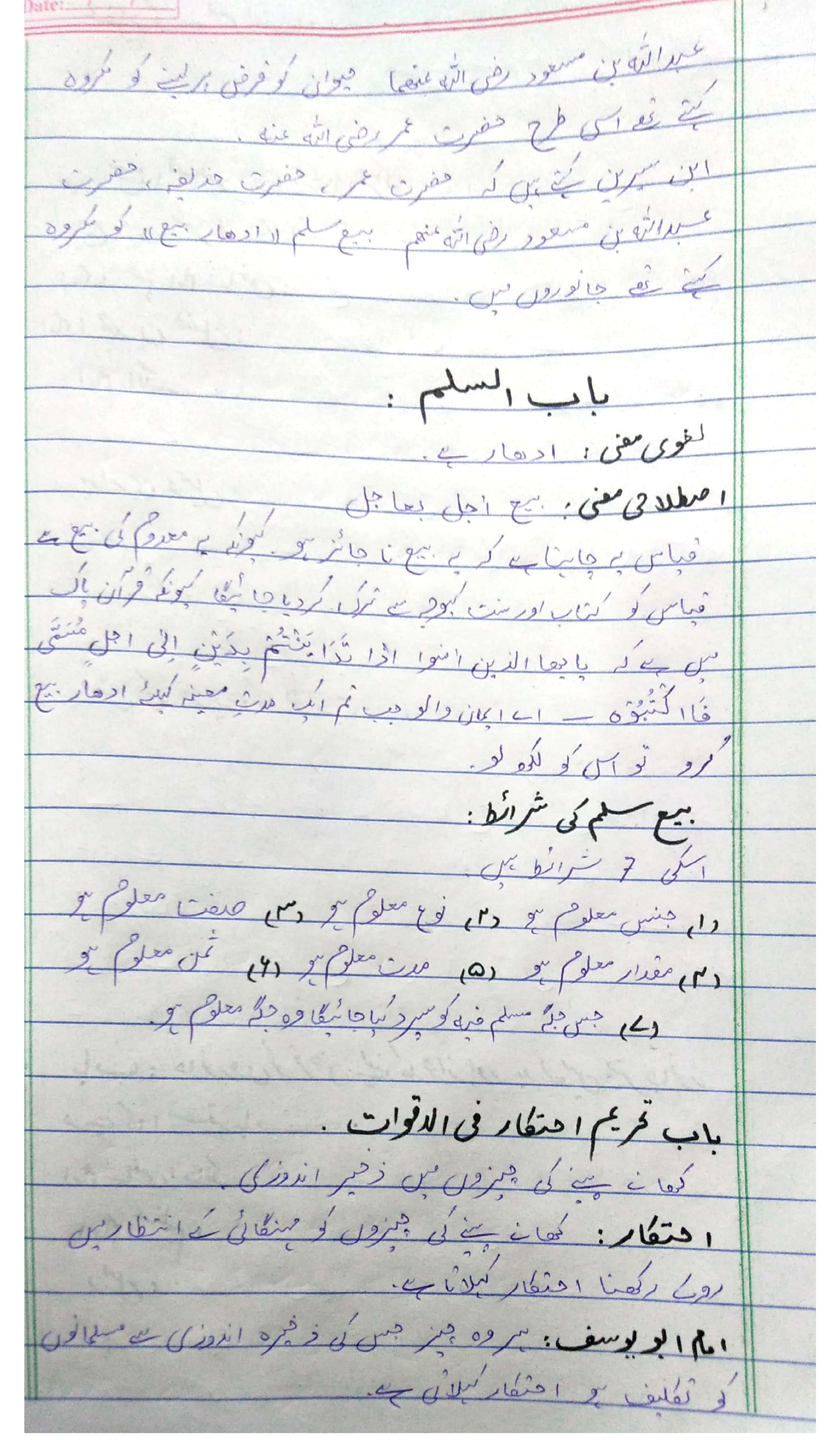
باب: جانوروں کو قرض لینے کا جواز اور بدلے میں بہتر جانور دینے کا استحباب:

امام شافعی + مالک: ہر قسم کے جانور کو قرض پر لینا جائز ہے۔

امام اعظم: کسی قسم کے حیوان کو قرض پر لینا جائز نہیں۔

دلیل: اولاً تو قرض لینے والی حدیث منسوخ ہے، (یعنی جانوروں کو قرض پر لینے والی حدیث مبارکہ)

~~عبداللہ بن مسعود~~ (signature)



Date:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حیوان کو قرض پر لینے کو مکروہ
کہتے تھے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عمر، حضرت حذیفہ، حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بیع سلم "ادھار بیع" کو مکروہ
کہتے تھے جانوروں میں۔

باب السلم:

لغوی معنی: ادھار ہے۔

اصطلاحی معنی: بیع آجل بعاجل

قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو۔ کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے
قیاس کو کتاب اور سنت کی وجہ سے ترک کر دیا گیا کیونکہ قرآن پاک
میں ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی
فاکتبوہ — اے ایمان والو جب تم ایک مدت معینہ کیلئے ادھار بیع
کرو تو اس کو لکھ لو۔

بیع سلم کی شرائط:

اسکی 7 شرائط ہیں۔

(۱) جنس معلوم ہو (۲) نوع معلوم ہو (۳) صفت معلوم ہو
(۴) مقدار معلوم ہو (۵) مدت معلوم ہو (۶) ثمن معلوم ہو
(۷) جس جگہ مسلم فیہ کو سپرد کیا جائیگا وہ جگہ معلوم ہو۔

باب تحریم احتکار فی الاقوات۔

کھانے پینے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی۔

احتکار: کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگائی کے انتظار میں
روکے رکھنا احتکار کہلاتا ہے۔

امام ابو یوسف: ہر وہ چیز جس کی ذخیرہ اندوزی سے مسلمانوں
کو تکلیف ہو احتکار کہلاتی ہے۔

Date: / /

امام اعظم + امام شافعی: اختصار ان چیزوں میں ہے جو رمقِ حیات کیلئے ضروری ہے (ایک قول کے مطابق یہ ہے)

باب الشفعة:

لغوی معنی: ملنا ملانا ہے

اصطلاحی معنی:

جس قیمت کے ساتھ مشتری زمین کا مالک ہو اسی کے ساتھ کسی دوسرے کو مالک بنانا۔

یا پھر خریدار کو ایک حصہ جس قبل یا قیمت میں پڑا اس حصے کا جبراً کسی کو مالک بنانا شفعہ

احناف =

جو شخص نفس میں شریک ہے اس کیلئے شفعہ واجب ہے پھر جو حق مبیع میں شریک ہے پھر پڑوسی کیلئے۔

امام شافعی علیہ رحمہ:

وہ فرماتے ہیں پڑوسی کیلئے شفعہ نہیں ہوتا۔

دلیل:

قال رسول اللہ علیہ السلام الشفعۃ فیما لم یقسم۔ فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعۃ۔

احناف کی دلیل

① عن رافع عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الجار احق بسقبہ (قریب ہونا)

② قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جار الدار احق بالدار والارض

Date: / /

باب تحریم الظلم و غصب الارض

اس باب کی حدیث میں ہے جو شخص کسی کی زمین ظلماً غصب کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈال دے گا۔

اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات ہیں

(1) زمین غصب کرنے والوں کو مکلف کیا جائے گا کہ ساتوں زمینوں کی مٹی کو اکٹھا کر کے لائیں۔ یہ مٹی طوق کی طرح ان کے گلے میں ڈال دی جائے گی

(2) اس شخص کو سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا اور وہ زمینیں اس کے لئے بمنزلہ طوق ہوں گی۔

کتاب الفرائض۔

فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے تقدیر (مقرر کرنا) چونکہ وراثت میں حصص مقرر ہیں اس وجہ سے ان کو فرائض کہتے ہیں

کافر کا مسلمان کیلئے وارث بننا

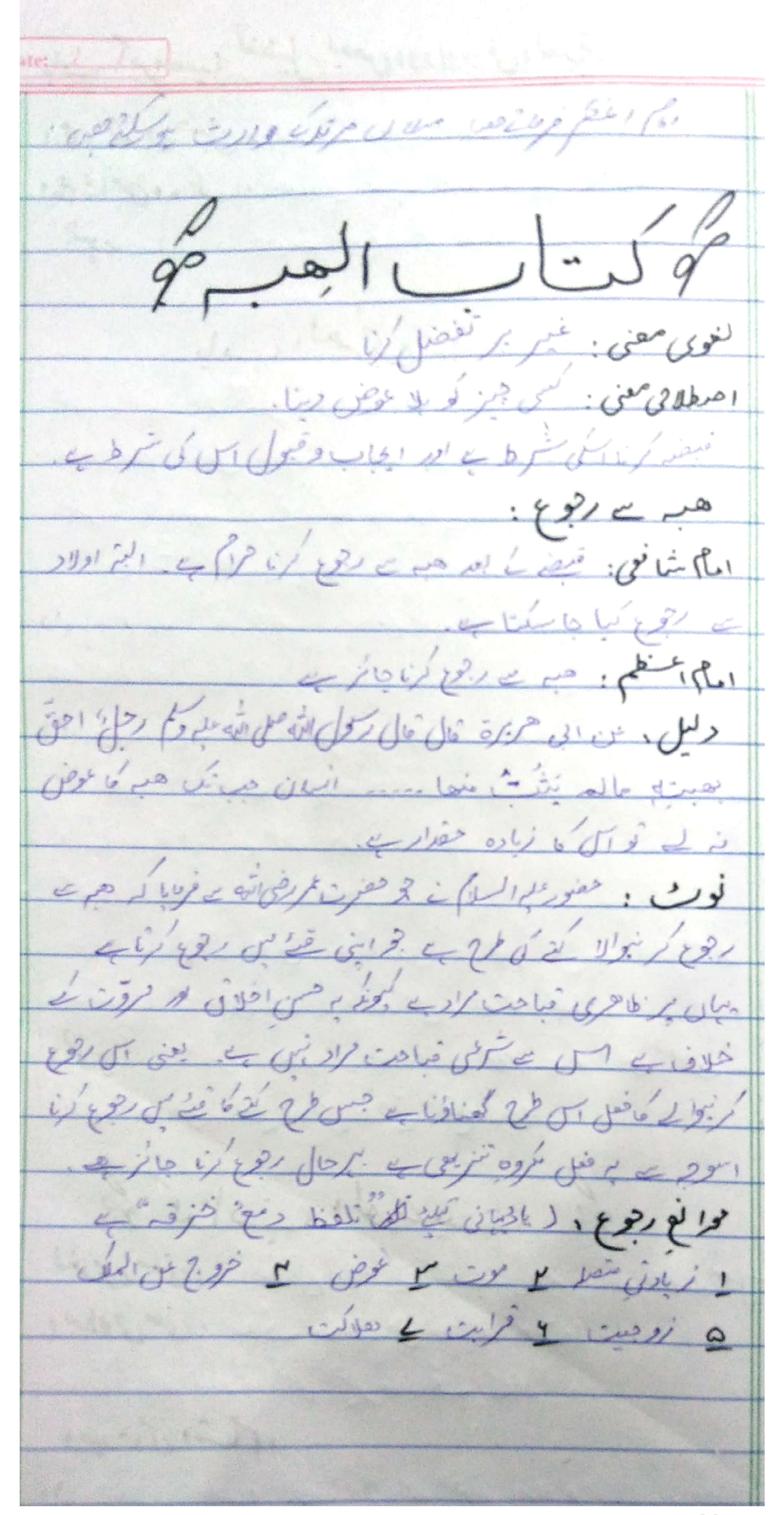
حدیث:

عن اسامۃ بن زید قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لا یرث المسلم الکافر ولا یرث الکافر المسلم۔

* علامہ نووی فرماتے ہیں علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہے۔ اور جمہور صحابہ کے نزدیک مسلمان بھی کافر کا وارث نہیں ہوتا جبکہ بعض علماء نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔

* مرتد بالاجماع مسلمان کا وارث نہیں ہے امام شافعی اور امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مسلمان بھی مرتد کا وارث نہیں۔



امام اعظم فرماتے ھیں مسلمان مرتد کے وارث ہو سکتے ھیں:

کتاب الھبہ

لغوی معنی: غیر پر تفضل کرنا

اصطلاحی معنی: کسی چیز کو بلا عوض دینا.

قبضہ کرنا اس کی شرط ہے اور ایجاب و قبول اس کی شرط ہے.

ھبہ سے رجوع:

امام شافعی: قبضے کے بعد ھبہ سے رجوع کرنا حرام ہے. البتہ اولاد سے رجوع کیا جا سکتا ہے.

امام اعظم: ھبہ سے رجوع کرنا جائز ہے

دلیل، عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلٌ احق بھبتہٖ مالم یثبْ منھا..... انسان جب تک ھبہ کا عوض نہ لے تو اس کا زیادہ حقدار ہے.

نوٹ: حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ سے فرمایا کہ ھبہ سے رجوع کرنیوالا کتے کی طرح ہے جو اپنی قئے میں رجوع کرتا ہے یہاں پر ظاھری قباحت مراد ہے کیونکہ یہ حسنِ اخلاق اور مروت کے خلاف ہے اس سے شرعی قباحت مراد نہیں ہے. یعنی اس رجوع کرنیوالے کا فعل اس طرح گھناؤنا ہے جس طرح کتے کا قئے میں رجوع کرنا اسوجہ سے یہ فعل مکروہِ تنزیھی ہے. بہرحال رجوع کرنا جائز ہے.

موانعِ رجوع، (یادرکھنے کیلئے لفظ "دمع خزقہ" ہے

1 زیادتِ متصلہ 2 موت 3 عوض 4 خروج عن الملک

5 زوجیت 6 قرابت 7 ھلاکت

باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ۔

امام احمد بن حنبل: اولاد کے درمیان ھبہ حسب میراث تقسیم ہوگا۔

امام شافعی + مالک: ھبہ میں عام کو برابر برابر دینا ضروری ہے۔

جمہور: ان کے نزدیک بھی برابری ضروری ہے۔

باب العمریٰ:

لغوی معنی: جو چیز تاحیات دی جائے وہ عمریٰ ہے۔

اصطلاحاً: خاص الفاظ کے ساتھ جو تحفہ عمر بھر کیلئے دیا جائے عمریٰ کہلاتا ہے۔ / تملیک بلا عوض بصیغۃ عمریٰ

اسمیں 3 صورتیں ہیں۔

(۱) اعمرتک ھذہ الدار ... یعنی ایک شخص یہ کہے میں نے تاعمر کیلئے تم کو یہ مکان دیا جب تم فوت ہو جاؤ تو یہ مکان تمہارے وارثوں کا ہوا۔

(۲) جب اس نے کہا کہ یہ گھر صرف تیرے لیے فقط اتنا ہی کہا

(۳) کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہ گھر تم کو دیا پوری عمر کیلئے جب تم فوت ہو گئے تو یہ گھر میری طرف لوٹ آئے گا۔

آخری دو صورتوں میں اختلاف ہے۔

مذھب اصح کے مطابق تمام صورتوں کا حکم یکساں ہے کہ وہ جسکو ھبہ کیا گیا اسی کیلئے ہوگا اور اس کے ورثاء کیلئے۔

الحدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے عمریٰ کیا اس کے قول نے اس کا حق منقطع کر دیا۔

کتاب الوصیت

لغوی معنی: اتصال اسکو وصیت اسلئے کہتے ہیں کہ یہ میت کے معاملے سے متصل ہے

اصطلاحی معنی: تملیک مضاف الی ما بعد الموت۔

موت کے بعد کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا۔

وصیت کی اقسام:

(۱) واجب: انسان جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا نہیں کر سکتا

ان کی وصیت کرنا۔

(2) مستحب: امورِ خیر کیلئے وصیت کرنا۔

(3) مباح: امیر رشتہ داروں کیلئے وصیت کرنا۔

(4) مکروہ: فساق اور فجار کیلئے وصیت کرنا۔

نوٹ: حدیث سے جس شخص کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو اس کیلئے وصیت لکھے بغیر دو راتیں گزارنا جائز نہیں۔

علامہ عینی فرماتے ہیں اس حدیث میں جو وصیت کا وجوب ہے وہ مطلق وصیت کے متعلق نہیں، کہ مطلق وصیت کرنا مستحب ہے۔ بلکہ یہاں وصیت کی پہلی قسم مراد ہے یعنی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہ کر سکے اس کیلئے وصیت کرنا واجب ہے۔

= جمہور علماء کے نزدیک مطلقاً وصیت کرنا مستحب ہے۔

باب الوقف:

لغوی معنی: دام قائماً — ہمیشہ قائم رہنا۔

امام اعظم: حبس العین علی ملکِ الواقف والتصدق بالمنفعۃ علی الفقراء او علی وجہٍ من وجوہ الخیر بمنزلۃ العواری۔

کسی چیز کی اصل کو واقف کی ملک پر برقرار رکھنا، اس کی منفعت کو فقراء پر یا کسی کارِ خیر میں تصدق کرنا عارضی طور پر۔

امام ابو یوسف + امام محمد: حبس العین علی ملک اللہ تعالیٰ علی وجہٍ تعود منفعۃ الی العباد۔

وقف کا حکم: امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک وہ چیز بندے کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے۔ امام اعظم کے نزدیک وہ چیز واقف کی ملک پر روک دی جاتی ہے کسی دوسرے کی ملک کی طرف منتقل نہیں ہوتی، اس کے منافع کو صدقہ کیا جاتا ہے۔

Date: / /

کتاب النذر

لغوی معنی: نذر منت ہے

اصطلاحاً: انسان جس کام کی منت مان ملا کر اپنے اوپر اس کو لازم کر لیتا ہے اس کو نذر کہتے ہیں۔

حکم: نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

اقسام:

1۔ عبادت: جیسے نماز
2۔ معصیت: جیسے زنا
3۔ مکروہ: جیسے نوافل ترک کرنے کی نذر
4۔ مباح: جیسے مباح کھانا پینے کی نذر

کتاب الایمان

لغوی معنی: برکت / قوت / قدرت / دایاں ہاتھ

اصد قسم کو بھی یمین کہتے ہیں، اہل عرب اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر قسم کھاتے تھے۔

اصطلاحی معنی: اللہ تعالیٰ کے اسم یا صفت کیساتھ کسی شئے کی تاکید کرنے کو شرعاً یمین کہتے ہیں۔

یمین کی اقسام:

یمینِ غموس: کسی امر پر عمداً واقعے کے خلاف قسم اٹھانا اسمیں کفارہ نہیں گناہ ہے۔

یمینِ لغو: ماضی یا حال کے کسی کام پر اپنے گمان میں سچی قسم کھانا لیکن حقیقت میں وہ جھوٹی ہو اسمیں نہ گناہ ہے نہ کفارہ

یمینِ منعقدہ: مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھانا۔ اگر اس قسم کو پورا نہ کیا تو کفارہ واجب ہے۔

غیر اللہ کی قسم کھانے سے ممانعت کا سبب:

کیونکہ کسی کے نام کی

Date: / /

قسم کھانا اس کے حکم کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور حقیقی عظمت اللہ تعالی کے حکم کی ہے۔

نوٹ: قرآن میں جو غیر اللہ کی قسم کھائی گئی ہے (واقاویث) اس کا جواب یہ ہے کہ غیر اللہ کی فقہی و شرعی قسم ناجائز ہے جبکہ غیر اللہ کی لغوی قسم کھانا جائز ہے (شرح مسلم ج ۴ ص ۵۴۲)

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ:

امام شافعی: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو جائز ہے

دلیل: ابو ہریرہ کی حدیث کہ فلیکفر من یمینہ ولیفعل، اس حدیث میں پہلے کفارے کا ذکر ہے پھر قسم توڑنے کا۔

امام اعظم: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا جائز نہیں۔

دلیل: عبداللہ بن عمرو سے ہے کہ جس شخص نے کسی کام کی قسم کھائی پھر خیال کیا کہ اس کا خلاف بہتر ہے تو بہتر کام کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

اس حدیث میں کفارے کا ذکر بعد میں ہے۔

باب: کافر، مشرک مسلمان ہونے کے بعد آیا نذر پوری کرے گا یا نہیں؟

امام شافعی امام احمد: اسلام لانے کے بعد نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

امام اعظم: ان کے نزدیک واجب نہیں۔

دلیل: حدیث: انما النذر ~~ـــــ~~ ما ابتغی بہ وجہ اللہ

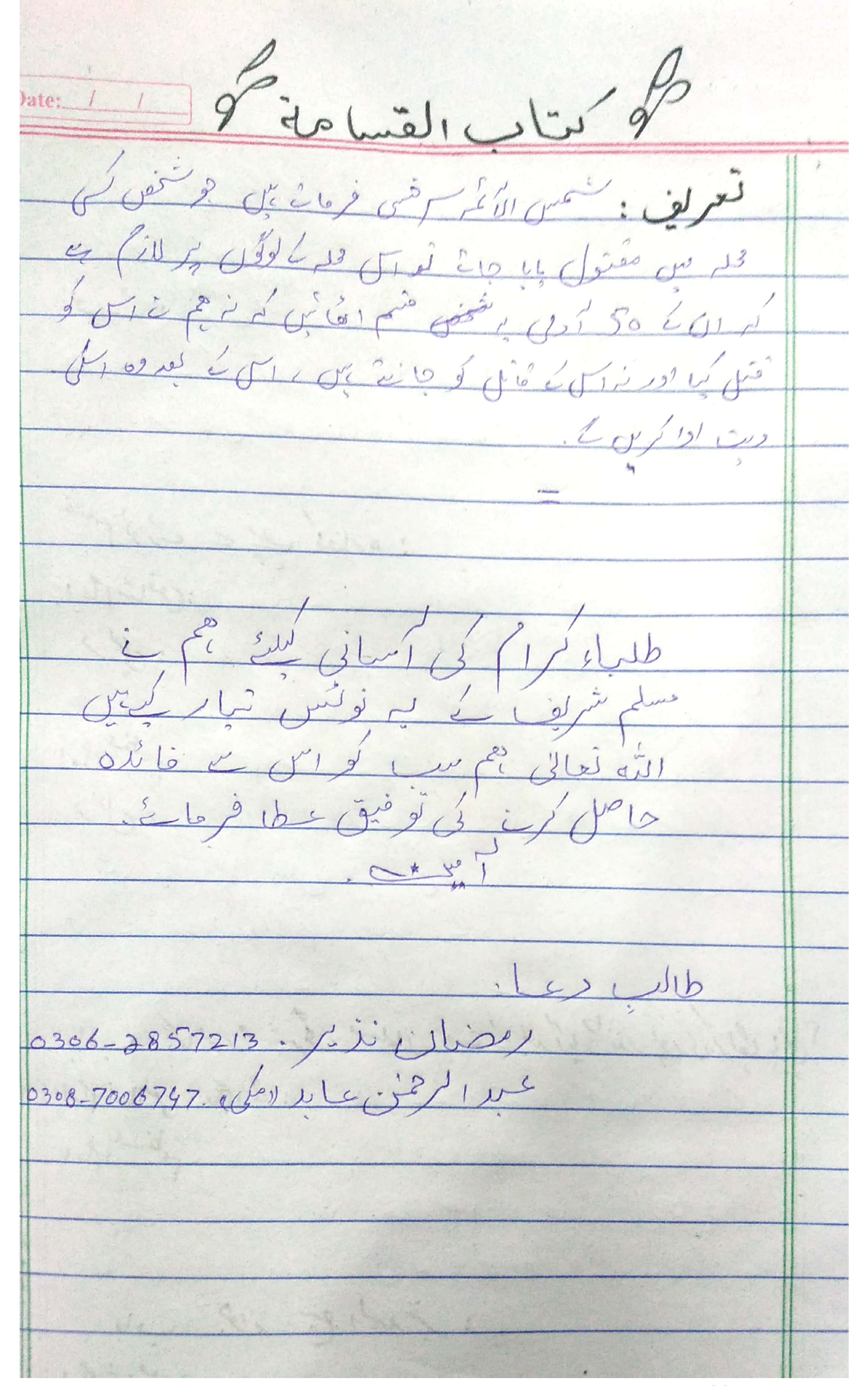
جبکہ جس کافر نے نذر مانی اس نے اللہ کی رضا کا قصد نہیں کیا۔

باب جواز بیع المدبر:

امام شافعی: مدبر کی بیع کرنا جائز ہے

امام اعظم: مدبر مطلق کی بیع ناجائز ہے جبکہ مدبر مقید کی بیع جائز ہے

ہماری دلیل: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدبر لا یباع ولا یوھب



Date: / /

کتاب القسامۃ

تعریف: شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں جو شخص کسی محلہ میں مقتول پایا جائے تو اس محلہ کے لوگوں پر لازم ہے کہ ان کے 50 آدمی یہ شخص قسم اٹھائیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا اور نہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں، اس کے بعد وہ اس کی دیت ادا کریں گے۔

طلباء کرام کی آسانی کیلئے ہم نے مسلم شریف کے یہ نوٹس تیار کیے ہیں اللہ تعالی ہم سب کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طالب دعا:

رمضان نذیر. 0306-2857213

عبد الرحمن عابد (املی) 0308-7006747.